Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الایضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی جامعہ پشاور
www.al-idah.szic.pk
JUL-DEC 2020
VOL:38 ISSUE:2

علامہ قسطلانیؒ (م ۹۲۳ھ) حیات وخدمات

Allāma Qastalānī – Life and Work

Author(s): **1. Samina Saadia**

Assistant Professor, SZIC, Punjab University Lahore, Email: dr.saminasaadia@gmail.com

Issue: *http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/index*
URL: *http://al-idah.szic.pk/index.php/al-idah/article/view/691*
Citation: *Samina Saadia 2020. Allāma Qastalānī – Life and Work. Al-Idah . 38, - 2 (Dec. 2020), 133 - 143.*
Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 38, Issue: 2 / July – Dec 2020/ P.133-143*

Article DOI:
https://doi.org/10.37556/al-idah.038.02.691

Received on: 19-09-2020
Accepted on:11-11-2020
Published on: 25 Dec 2020

Abstract

Allama Qastalani Ahmad bin Muhammad was a well-known figure amongst the scholars of 10th century. This article is an overview of his biography with a special focus on learning and teaching. His writings are diverse in range and are about Quran, Hadith, Tafseer, Seerah and mysticism which are really invaluable additions to these disciplines and turn him into a towering personality of his times.

Keywords:
Allama Qastalani, Hadith, Quran, Tafseer, Seerah, Muslim Biographer

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
AUSTRALIAN ISLAMIC LIBRARY
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

عہد وسطی میں مسلمانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں مصر میں غلاموں کی تجارت عروج پر تھی۔ احمد بن طولون وہ پہلا بادشاہ تھا جو ان غلاموں کو خرید کر مصر لایا اور ان سے عسکری خدمات لیں[۱]۔ ایوبیین کے عہد میں ان غلاموں کا جنہیں ممالیکِ چراکسیہ کہا جاتا تھا، اثر و رسوخ بڑھتا چلا گیا۔ جس کے نتیجے کے طور پر حکومت ایوبیین کے ہاتھوں سے نکل کر ممالیک بحریہ کے قبضے میں چلی گئی۔

ممالیک چراکسیہ کے بعض سلاطین ایسے تھے جنہوں نے مصر کو اپنا وطن حقیقی سمجھ کر اس کی فلاح و بہبود کا خاص خیال رکھا۔ ان سلاطین نے مصر میں مساجد، مدارس اور جامعات کا جال بچھا دیا۔ علم و ادب کی ترویج و اشاعت کا نتیجہ تھا کہ اس دور میں بڑے بڑے نامور عالم پیدا ہوئے جن میں عبد الغنی النابلسی، زین الدین عراقی، علامہ ابن حجر، شیخ الاِسلام زکریا انصاری، شمس الدین السخاوی، علامہ سیوطی اور علامہ قسطلانی وغیرہ شامل ہیں۔

علامہ قسطلانی احمد بن محمدؒ کا شمار دسویں صدی ہجری کے نامور علماء و فضلاء میں ہوتا ہے۔ آپ کو قرآن، حدیث اور سیرت میں خاص درک حاصل تھا۔ علاوہ ازیں علمِ تصوف سے بھی آپ کو خاص شغف تھا۔ اس مقالہ میں علامہ قسطلانیؒ کا تعارف اور آپ کی علمی و تصنیفی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا جائے گا۔

تعارف:

علاّمہ سخاوی نے آپ کا پورا نسب نامہ یوں لکھا ہے:

"احمد بن محمد بن اِبی بکر بن عبد الملک بن الزین احمد بن الجمال محمد بن الصفی محمد بن المجدّ حسین بن التاج علی القسطلانی"[۲]

آپ قسطلانی نام سے مشہور و معروف ہیں۔ قسطلانی کی نسبت قسطیلۃ یا قسطلینۃ کی طرف ہے۔ جو کہ افریقہ کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے۔ مرتضی زبیدی نے تاج العروس میں قطب حلبی کے حوالے سے لکھا ہے:

"القسطلانی کأنه منسوب إلی قسطیلة بضم القاف من أعمال إفریقیه بالمغرب"[۳]

علامہ زرقانی نے شرح الزرقانی میں 'قطب الدین قسطلانی' کے تذکرہ میں یہی لکھا ہے۔[۴] البتہ مجد الدین فیروز آبادی (م ۸۱۷ھ) نے قسطلانی کو اندلس کے علاقہ قسطلۃ کی طرف منسوب کیا ہے۔[۵] محمد بن اَحمد الأزہری (م ۳۷۰ھ) اور ابن منظور افریقی (م ۷۱۱ھ) نے صرف اتنا لکھا ہے کہ قسطلانی کسی شہر یا علاقے کی طرف منسوب ہے۔[۶]

علمائے انساب میں سے ابن الاثیر (م ۶۰۶ھ)، علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ)، علامہ سمعانی (م ۵۶۲ھ) اور یاقوت حموی (م ۶۲۶ھ) نے 'قسطلانی' کے بجائے 'القسطلی' کا ذکر کیا ہے۔[۷] جو کہ شام کے علاقہ قسطل یا قسطلۃ سے منسوب ہے۔

علماء کی توضیحات کے مطابق قسطلانی کی نسبت افریقہ کے علاقہ قسطیلیۃ یا قسطلینہ کی طرف ہے جبکہ علامہ قسطلانی قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ساری زندگی یہیں بسر کی۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کا تعلق افریقہ کے شہر قسطیلیۃ یا قسطلینۃ سے تھا۔ اسی نسبت سے آپ کو قسطلانی کہا جاتا ہے۔

آپ ۱۲ ذوالقعدہ ۸۵۱ھ بمطابق ۱۹ جنوری ۱۴۴۸ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے۔[۸] مکہ میں دوبار مختصر سے قیام کے علاوہ ساری زندگی مصر میں تبلیغ و اشاعت دین میں گزار دی۔ آپ شافعی المسلک تھے۔ مصر کے مشاہیر علماء اور ائمہ اکثر شافعی المسلک تھے۔ لہٰذا ان کے تلامذہ اپنے شیوخ کے تبحر علمی اور دوسرے کمالات سے متاثر ہو کر عموماً اسی مسلک کو قبول کر لیتے تھے۔ علامہ قسطلانی کے اساتذہ میں سے شیخ الاسلام زکریا انصاری اور علاّمہ سخاوی وغیرہ شافعی المسلک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے بھی شافعی مسلک اختیار فرمایا۔

تعلیم و تعلّم:

آپ نے اوائل عمری میں ہی قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔ قرآن کریم کے علاوہ الشاطبیۃ، الطیبہ، الجزریۃ اور علم النحو کی کتاب الوردیۃ بھی حفظ کر لی تھیں[۹]۔ بچپن میں ہی قرآن کریم چودہ قرائتوں کے ساتھ پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ علم قرأت میں آپ کے استاد عمر بن قاسم الأنصاری، عبد الغنی الھیثمی، زین عبد الدائم، شہاب بن أسد اور خالد الأزہری تھے۔ ان شیوخ کے علاوہ آپ نے امام جامع ابن طولون شمس بن حمصانی سے بھی علمِ قرأت کی تحصیل کی۔[۱۰] علامہ سخاوی کے مطابق آپ نے عمر بن السراج سے قرأت سبعہ کی تحصیل کی تھی۔[۱۱] علم قرأت میں مہارت کا نتیجہ تھا کہ آپ قرآن کریم نہایت خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔[۱۲]

علم حدیث کے لیے بھی آپ نے اپنے وقت کے مشاہیر علماء سے کسب فیض کیا۔ علمِ حدیث میں آپ کے استاد شیخ زکریا الأنصاری، شمس الدین سخاوی اور البرھان بن أبی شریف تھے۔ نیز علاّمہ شاوی کی پانچ مجالس میں ان سے مکمل صحیح بخاری سنی، علم فقہ آپ نے الفخر المقسی الشھاب العبادی، شمس البامی اور جلال بکری سے حاصل کیا۔ علامہ برھان العجلونی سے علم نحو کی تحصیل کی[۱۳]

آپ کا اپنے استاد شیخ عبد الرحمن سخاوی سے گہرا تعلق تھا۔ المواھب اللدنیۃ میں کئی مقامات پر حافظ سخاوی کا ذکر شیخنا کے الفاظ سے کیا ہے۔ ارشاد الساری میں بھی ایک جگہ آپ نے لکھا ہے: "وقد أخبرنی الحافظ الشیخ شمس الدین أبوالخیر السخاوی" [۱۴] صاحب النور السافر کا بیان ہے کہ " حافظ سخاوی سے تعلق کے بعد ان کے جوہر کھل گئے اور انہوں نے متعدد کتب تصنیف کیں۔"[۱۵]

ان صاحبِ کمال اساتذہ کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت نے علامہ قسطلانی کے علمی ذوق کو خوب ابھارا اور علم کو ان کا مشغلہ زندگی بنا دیا۔[۱۶]

درس وتدریس:

حصولِ تعلیم کے بعد آپ نے وعظ و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جامع عمرو میں آپ وعظ کیا کرتے تھے[۱۷]۔ آپ کے وعظ میں بہت تاثیر ہوتی تھی[۱۸]۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کا وعظ سننے کے لئے حاضر ہوتی۔ وعظ کے علاوہ آپ قرآن وحدیث اور فقہ کی تعلیم بھی دیتے تھے[۱۹]۔ نجم الدین غزی نے الکواکب السائرۃ میں آپ کے بہت سے تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ جنہوں نے آپ سے مختلف علوم وفنون حاصل کیے[۲۰]۔ ان میں جاراللہ بن فہد، احمد بن محمد بن حمادہ، عبدالرحمن الاجہوری، علی بن محمد البکری، صالح الیمنی، محمد بدرالدین الغزی، عبدالوھاب بن ذوقاشعرانی اورابراھیم بن حسن العمادی شامل ہیں[۲۱]۔

مصر کے علاوہ جب آپ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں پر بھی بہت سے لوگوں نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ چنانچہ جاراللہ بن فہد فرماتے ہیں: "جب میں ان سے ان کے پہلے سفر حج میں ملا تو انہوں نے مجھے اپنی تمام تالیفات اور مرویات کی اجازت دی اور دوسرے سفر میں انہوں نے میری توقیر کی اور علوم وفنون میں میرے ادراک کا اعتراف کیا۔"[۲۲]

سفر حجاز:

علاّمہ قسطلانی دو مرتبہ حج کی سعادت سے بہرہ یاب ہوئے۔ ایک مرتبہ ۸۸۷ھ میں اور دوسری مرتبہ ۸۹۴ھ میں۔ حجاز کے سفر میں بھی آپ علمی استفادہ سے غافل نہ رہے۔ مکہ میں آپ نے زینب بنت الشوبکی اور نجم بن فہد کے علاوہ دیگر کئی علماء سے تحصیلِ علم کی۔ زینب بنت الشوبکی کو آپ نے سنن ابن ماجہ پڑھ کر سنائی۔[۲۳]

علامہ سخاوی کے مطابق آپ ۸۹۷ھ میں بھی حج کے لیے گئے۔ یہ سفر آپ نے بحری راستے سے کیا تھا۔[۲۴]

حج کے علاوہ بھی آپ نے حجاز کا سفر کیا تھا۔ ربیع الآخر ۸۹۲ھ میں نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کیا۔ جمادی الاولی ۸۹۳ھ اور ۸۸۵ھ میں بھی آپ نے حجاز کا سفر کیا تھا۔ جیسا کہ مؤلف نے خود المواھب اللدنیۃ میں ذکر کیا ہے۔[۲۵]

معاصرین سے تعلقات:

علاّمہ قسطلانی زاھدانہ طبیعت کے مالک تھے۔ لوگوں کے ہجوم سے دور رہنا پسند کرتے تھے۔ لیکن علماء وصوفیہ کی صحبت پسند کرتے تھے۔ آپ کے عہد میں مصر میں علماء وفضلاء کی کثیر تعداد تھی۔ اپنے معاصرین سے آپ کے تعلقات کی نوعیت علمی قسم کی تھی[۲۶]۔

آپ کے عہد میں محمد القیصونی (م ۹۳۱ھ) نامور عالم تھے اور اہل علم وفضل کی توقیر فرماتے تھے۔ آپ کا گھر اہل علم وفضل کی آماجگاہ تھا۔ آپ کے گھر اکثر علماء تشریف لاتے۔ مثلاً شیخ شہاب الدین ابن شقیر التونسی، شیخ عمر البحائی اور شیخ شہاب الدین قسطلانی وغیرہ۔(۲۷)

سیرت وکردار:

علامہ قسطلانی نہایت عابد وزاھد اور متصوفانہ طبیعت کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امراء اور بادشاھانِ وقت سے دور رہتے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں بہت سے علماء کو ممالیک چراکسیہ کے سلاطین کے دربار میں اثرورسوخ حاصل تھا۔ لیکن آپ کے بارے میں کوئی ایسی معلومات نہیں ملتیں جن سے پتا چلتا ہو کہ آپ کے بادشاھانِ وقت سے مراسم رہے تھے۔ اس کے برعکس آپ اہلِ علم وفضل اور صوفیاء کی صحبت میں رہنا پسند فرماتے تھے۔ نجم الدین غزی کے بقول "وكان له اعتقاد تام فی الصوفية"(۲۸)

آپ نے اپنے وقت کے ایک بہت بڑے صوفی شیخ ابراھیم المتبولی کی صحبت اختیار کی۔(۲۹) آپ نے المواهب اللدنية میں دو جگہ ان سے استفادہ کا ذکر کیا ہے۔(۳۰) اس کے علاوہ آپ شیخ ابوالعباس الحرار اور شیخ عبدالقادر سے بہت متاثر تھے۔ چنانچہ آپ نے شیخ احمد بن ابی العباس الحرار کے مناقب پر مشتمل ایک کتاب نزهة الأبرار فی مناقب الشيخ أبی العباس أحمد الحرار تالیف کی(۳۱)۔ شیخ عبدالقادر کے مناقب پر جو کتاب لکھی اس کا نام الروض الزاهر فی مناقب الشيخ عبدالقادر ہے۔(۳۲)

امام علائی آپ کے اوصاف وکردار کے بارے میں فرماتے ہیں: "وہ بڑے فاضل، دین پر کاربند رہنے والے، عفیف، لوگوں سے دور رہ کر صرف مطالعہ، تصنیف وتالیف، تدریس اور عبادت میں مشغول رہتے۔"(۳۳)

وفات:

علّامہ قسطلانی ۸ محرم ۹۲۳ھ کو جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۴ برس تھی۔ نجم الدین غزی کے مطابق آپ کی وفات صدمے سے ہوئی۔ جب آپ نے سنا کہ سلطان غوری نے ابراھیم بن عطاء اللہ کا سر قلم کر دیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی آپ سواری سے گر پڑے۔ بے ہوشی کے عالم میں آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔ کچھ دن بعد آپ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ نماز جمعہ کے بعد جامع ازھر میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی اور آپ کو جامع ازھر کے قریب مدرسہ عینی میں دفن کیا گیا۔(۳۴) آپ کی وفات سے لوگوں کو بہت دکھ پہنچا۔ دمشق میں بھی آپ کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی تھی۔(۳۵)

علمی و تصنیفی خدمات:

علامہ قسطلانیؒ اپنے فطری علمی ذوق کی بنا پر اوائل عمری سے ہی تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ اپنے وقت کے جید ترین علماء سے کسب فیض کے بعد آپ مختلف علوم و فنون میں ماہر ہو گئے۔ آپ نے محض ان علوم کی تدریس پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ چنانچہ قرآن کریم، حدیث نبویہ، سیرت النبی، فقہ اور علم تصوف کے موضوعات پر نہایت مفید تصانیف لکھ کر دین اسلام کی خدمت سر انجام دی۔ ان تصانیف میں سے آپ کی دو گرانقدر تصانیف مطبوع ہو چکی ہیں باقی کتب کا تذکرہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔ ان کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔ قرآن کریم

علمِ قرأت سے متعلق علامہ قسطلانی کی درج ذیل تالیفات ہیں۔

۱۔ لطائف الاشارات الفنون القرأات[۳۶]

علم قرأت کے موضوع پر یہ ان کی سب سے قابلِ ذکر تالیف ہے[۳۷]۔

۲۔ الکنز فی وقف حمزة وهشام علی الهمز[۳۸]

۳۔ العقود السنیة فی شرح المقدمة الجزریة۔[۳۹]

یہ علم التجوید پر الجزری کے مقدمے کی شرح ہے۔

۴۔ فتح الدانی فی شرح حرز الامانی[۴۰]

شاطبیہ کی شرح ہے، جس میں انہوں نے ادغام صغیر کو وصل کیا ہے اور ابن الجزری کے زیادات پر مزید اضافہ کیا ہے۔ اس میں ایسے غریب فوائد موجود ہیں جو دیگر شروح میں نہیں پائے جاتے۔"[۴۱]

۵۔ فتح المواهبی فی مناقب الشاطبی۔[۴۲]

یہ قرأت قرآن کے استاد ابو القاسم الشاطبی کے مناقب پر مشتمل ہے۔

۲۔ حدیث نبویہ:

علامہ قسطلانی ایک بلند پایہ محدث تھے۔ علمِ حدیث میں ان کی نمایاں خدمات میں شرح صحیح بخاری اور شرح صحیح مسلم ہے۔ علم حدیث پر انہوں نے ایک مقدمہ بھی لکھا ہے۔ ان تصانیف کا تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔ ارشاد الساری فی شرح البخاری:

ارشاد الساری کا شمار صحیح بخاری کی عمدہ شروح میں ہوتا ہے۔ اس کا پہلا مطبوعہ نسخہ بولاق سے ۱۲۶۷ھ میں شائع ہوا۔ دوسرا ۱۸۶۹ء میں لکھنؤ سے۔ ان نسخوں کی تفصیل بروکلمان نے دی ہے۔ ۱۳۲۵ھ، ۱۳۲۶ھ میں جو نسخہ قاہرہ سے شائع ہوا تھا اس میں یحیی الانصاری کے اور جو ۱۲۷۹ھ میں طبع ہوا تھا اس میں حسن العدوی (م ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۳ء) کے حواشی شامل تھے۔[۴۳]

۲۔ منہاج الابھاج فی شرح الجامع الصحیح لمسلم بن الحجاج:

علم حدیث میں ان کی دوسری بڑی خدمت صحیح مسلم کی شرح ہے۔ یہ شرح ۸ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسکا ذکر حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں کیا ہے۔[۴۴]

۳۔ تحفۃ السامع والقاری بختم صحیح البخاری:

ارشاد الساری کے شروع میں علامہ قسطلانی نے علم حدیث پر ایک جامع اور مبسوط مقدمہ لکھا ہے۔ جس کی پہلی فصل میں علمائے حدیث کی فضیلت وشرف اور دوسری فصل میں تدوین حدیث کے آغاز وارتقاء کے مباحث شامل ہیں جبکہ تیسری فصل علم مصطلح الحدیث پر مشتمل ہے۔

علم حدیث پر ان کا یہ مقدمہ عبد الہادی الابیاری (م ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء) کی شرح کے ساتھ قاہرہ میں چھپ چکا ہے۔[۴۵]

۳۔ **فقہ:**

علامہ قسطلانی شافعی مسلک کے پیروکار تھے۔ آپ نے علم فقہ سے متعلق تصانیف لکھیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ الاسعاد فی تلخیص الارشاد [۴۶]

۲۔ مدارک المرام فی مسالک الصیام[۴۷]

۳۔ مراصد الصلات فی مقاصد الصلوۃ[۴۸]

۴۔ مسالک الحنفاء الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفیٰ[۴۹]

۵۔ منہاج الہدایۃ[۵۰]

۴۔ **سیرت:**

۱۔ المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة

امام قسطلانی نے سیرت نبویہ ﷺ پر اپنی اس عظیم الشان کتاب المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیہ کو ۱۵ شعبان ۸۹۹ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچایا تھا۔ المواہب اللدنیۃ اپنے عظیم دائرہ کار، وسیع ذخیرۂ معلومات اور متنوع مصادرِ سیرت کے لحاظ سے کتبِ سیرت میں امتیازی مقام رکھتی ہے۔

۲۔ مشارق الانوار المضیئة فی شرح الکواکب الدریة فی مدح خیر البریة[۵۱]

یہ امام شرف الدین بوصیری کے قصیدہ بردہ شریف کی شرح ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ جامع الازہر میں موجود ہے۔ اس کے اوراق کی تعداد ۱۴۱ ہے۔[۵۲]

۵۔ تصوف:

علامہ قسطلانی کو تصوف سے گہرا شغف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی علامہ برھان المتبولی کی صحبت اختیار کی۔ تصوف پر ان کی درج ذیل کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۔ نفائس الانفاس فی الصحبة واللباس[۵۳]

۲۔ نزهة الابرار فی مناقب الشیخ ابی العباس احمد الحرار[۵۴]

۳۔ الروض الزاهر فی مناقب الشیخ عبدالقادر[۵۵]

۶۔ دیگر تصانیف:

۱۔ لوامع الانوار فی الادعیة والاذکار[۵۶]

یہ کتاب ذکر واذکار اور دعاؤں کے بیان پر مشتمل ہے۔ نیز اس میں نبی اکرم ﷺ کے روضۂ مبارکہ کی زیارت اور آپؐ پر درود وسلام بھیجنے کی فضیلت کا بیان بھی موجود ہے[۵۷]۔

۲۔ امتاع الاسماع والابصار[۵۸]

۳۔ اللآلی ء السنية[۵۹]

۴۔ النور الساطع فی مختصر الضوء اللامع فی اعیان القرن التاسع[۶۰]

۵۔ یقظة ذوی الاعتبار فی موعظة أهل الاغترار[۶۱]

علامہ قسطلانی کی ان علمی خدمات میں سب سے اہم اور گرانقدر آپ کی دو تصانیف ہیں ایک صحیح بخاری کی شرح ارشاد الساری اور دوسری سیرت النبی ﷺ پر آپ کی مشہور و متداول کتاب المواهب اللدنية ہے۔ اس کتاب کی تالیف نے آپ کو عظیم الشان سیرت نگاروں کی صف میں شامل کیاہے۔ المواهب اللدنية کو اپنے متعدد و

متنوع موضوعات اور اختصار و جامعیت کی بنا پر قبولیت دوام حاصل ہوئی۔ اس کتاب کی تالیف میں مؤلف نے متعدد و متنوع مصادر و مآخذ سے استفادہ کیا ہے۔ ان مصادر و مآخذ میں سب سے زیادہ تعداد کتبِ احادیث کی ہے۔ احادیث کے علاوہ تفسیر، سیرت، فقہ، تاریخ، تصوف، علم لغت و نحو اور علم الانساب کی کتابوں سے بھرپور انداز میں استفادہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں مؤلف نے محض اخذ و استفادہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی ذکاوتِ فہم اور بصیرت سے ان مصادر و مآخذ پر عالمانہ انداز میں تنقید و تبصرہ بھی کیا ہے۔

علامہ قسطلانی کی سیرت نگاری کی ایک خصوصیت استفہامیہ طرزِ استدلال ہے۔ اس اسلوب کی خوبی یہ ہے کہ قاری کو کسی قسم کی اکتاہٹ نہیں ہوتی۔ مؤلف نے واقعاتِ سیرت کو یونہی نہیں نقل کر دیا بلکہ ان واقعاتِ سیرت سے مستنبط ہونے والے فوائد اور حکمتوں پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات:

(1) Al Qalqashandi, Ahmed bin Ali(d.821AH), Sub ul A'asha fi Sana'ah til Insha'a, v 3, p 428, Darul Kutubul Ilmiyah, Beirut Lebnan.

(2) Al Sakhawi,Muhammmad bin Abdur Rehman(d.902AH), Al Zaw ul Lame li Ahlil Qarnit Tase,v 103, p1-2, Manshurat dar e Maktabah tul Hayat,Beirut Lebnan; Al Zarkali,Khairu Din(d.1396), Al A'alam, v 1,p 232, Dar ul ilm lil Malayeen Beirut Lebnan.

(3) Murtaza al Zubaidi,Muhibbu Din(d.1205AH), Tajul Uroos min Jawahir il Qamoos, v 15,p 217,Darul Fikr Littabaah wal Nasher wal Tawzi,1994.

(4) Al Zurqani,Muhammad bin Al Baqi(d.1099AH), Sharh ul Zurqani Alal Mawahib ul Ladunyah, v 1,p 246, Dar ul Kutub ul Ilmiyah Beirut Lebnan,1996.

(5) Feroz Abadi,Muhammad bin Ya'aqob(d.817AH), Al Qamoos ul Muheet, v 1, p 50-51,Dare Ihya ul Turath ul Arabi Beirut Lebnan,1999; Abdul Mu'omin bin Abdul Haq(d.739AH), Marasid ul Ittila'a Ala Asmaa il Amkinah wal Baqa'a, v 3, p 1091, Dare Ihya ul Kutub ul Arabiah Eesa al Babi il Halbi wa Shurakah, 1955.

(6) Al Azhary,Muhammad bin Ahmed(d.370AH), Mu'ojam Tehzeeb ul Lughah, Research: Riyaz Zaki Qasim, v 3, p 2960,Darul Ma'arifa Beirut Lebnan, 2001; Ibn e Manzoor Afriqi,Jamalu Din(711), Lisan ul Arab, v 11,p 162, Dare Ihya ul Turath ul Arabi,Beirut Lebnan, 1988.

(7) Ibn ul Athir, Mubarak bin Muhammad Aljazri(d.606AH), Al Lubab fi Tehzeeb il Ansab, v 3, p 263, Maktabah al Qudsi Al Qahira,1356AH; Al Syuiti,Abdul Rehman bin Abi Bakr (d.911AH), Lubb ul Lubab fi Tehreer il Ansab, p 257, Academia Typogramphos Quod Annuente Summo Numine, Apuds, Lugdani Baaorum& J.Lucchtmans; Al Sama'ani, Abdul Karim bin Muhammad(d.562AH), Al Ansab, v 4, p 499, Dar ul Fikr Littabaah wal Nasher wal Tawzi Beirut Lebnan, 1988; Yaqoot Hamvi,Yaqoot bin Abdullah(d.626AH), Mu'ojam ul Buldan, v 4, p 347, Dare Sadir Beirut.

(8) Al Daw ul Lame'e, v 1.2, p103.

(9) Ibid, v 1.2, p 103.
(10) Ibid, v 1.2, p 103.
(11) Ibid,v 1.2, p103.
(12) Al Ghazzi, Najmu Din(d.1061AH), Al Kwakib ul Sairah bi A'ayan il Miat il Ashirah, v 1, p 127, Muhammad Ameen Damaj wa Shurakah,Beirut Lebnan.
(13) Al Shawkani, Muhammad bin Ali(d.1250AH), Al Badru't Tale'e bi Mahasin min Ba'ad il Qarni's Sabe'e, v 1, p 102, Matba'ah al Sa'adah bi Jaware Muhafiz Misr bi Qahirah ; Al Zaw ul Lame'e, v 1-2, p 103.
(14) Qastalani, Ahmed bin Muhammad, Irshad ul Sari, v 10, p 488.
(15) Ibnul Imad al Hanbli, Abdul Hai(d.1089AH), Shazarat ul Zahab fi Akhbar e man Zahab, v 8, p 122, Darul Maseerah Beirut Lebnan, 1979.
(16) Al Kwakib ul Sairah, v 1, p 127.
(17) Al syuti, Abdur Rehman bin Abi Bakr (911), Husn ul Muhazrah fi Akhbar e Misr wa Qahirah, v 2, p 162.
(18) Ahmed al Askandari, Ahmed Ameen al Jarim, Al Mufassal fi Tarikh il Adab il Arabi, v 2, p261, Matba'a Misr Shirkah Musahamah Misriyah, 1934.
(19) Ibid,v 2, p 133; Ibn e Daqmaq, Ibrahim bin Muhammad(809),Kitab ul Ansar li Wasitati Aqd il Amsar, p 59, Al Matba'at ul Kubra al Ameeriyah bi Bawlaq Misr al Hamiyah,1309h; Al Miqrayzi, Ahmed bin Ali(845), Kitab ul Mawaiz wal I'itibar bi Zikr il Khitat e wal Athar al Ma'aruf bi Khitat il Miqraziyah, v 2, p 246, Dar ul Kutub ul Ilmiyah Beirut Lebnan,1998;Ibn ul Furat,Muhammad bin Ibrahim(807), Tarikh Ibn ul Furat,Research:Dr Qustunteen, v 2, p 569, Al Matba'aht ul Amiriyah Beirut,1938; Abdur Rehman bin Abdullah(257), Kitab Futuh e Misr wa Akhbariha, p 40-41,Tba'a fi Madina leiden Al Mehrusah,1920.
(20) Al Badru't Tale'e, v 1, p 102; Al Zaw ul Lame'e, v 1-2, p 104.
(21) Al Kwakib ul Sairah, v 2, p 89-99.
(22) Al Badr ul Tale'e, v1, p 103.
(23) Al Zaw ul Lame'e, v 1-2, p 104.
(24) Ibid, v 1-2, p 104.
(25) Al Mwahib ul ladunyah, v 3, p 419.
(26) Al Zaw ul Lame'e, v 1-2, p 104.
(27) Al kwakib ul Sairah, v 1, p 95.
(28) Al Kwakib ul Sairah, v 1, p 127.
(29) Zaw ul Lame'e, v 2, p 104
(30) Al Mawahib ul Ladunyah, v 2, p 115,120.
(31) Kashf ul Zunun, v 2, p1938.
(32) Ibid,v 1, p 919
(33) Al Kwakib ul Sairah, v 1, p127.
(34) Ibid, v 1, p 127.
(35) Ibn e Tulun, Muhammad bin Ali(953), Mafakiha tul Khillan fi Hawadith il Zaman, p 363, Dar ul Kutub ul Ilmiyah Beirut Lebnan, 1998.
36) Kashf ul Zunun, v 2, p 1552.
(37) Ibid, v 2, p 1552.
(38) Ibid, v 2, p 1519.
(39) Ibid, v 2, p 1799.
(40) Ibid, v 2, p 1232.
(41) Al Zawul Lame'e, v 1:2, p154.
(42) Kashf ul Zunun, v 2, p 1235.
(43) Urdu Dairah Ma'arif e Islamiyah, v 2:16, p142.

(44) Kashf ul Zunun, v 2, p 558.
(45) Urdu Dairah Ma’arif e Islamiyah, v 2:16, p142.
(46) Kashf ul Zunun, v 1, p 69.
(47) Kashf ul Zunun, v 2, p 1641.
(48) Ibid, v 2, p 1652.
(49) Ibid, v 2, p 1662.
(50) Ibid, v 2, p 1847.
(51) Ibid, v 2, p 1335,1688.
(52) Fihris Kutub ul Seerah wa al Nabawiyyah wa al Sahabah, p 261, Al Maktabah tul Arabiyah al Saudiyah Wazarah tul al Ta’aleem ul Ali, 1415h.
(53) Kashf ul Zunun, v 2, p 1965.
(54) Ibid, v 2, p 1938.
(55) Ibid, v 1, p 919.
(56) Ibid, v 2, p 1562.
(57) Al Mawahib ul Ladunyah, v 2, p 503
(58) Kashf u Zunun, v 1, p 166.
(59) Ibid, v 2, p 1534.
(60) Ibid, v 2, p 1090.
(61) Ibid, v 2, p 2050.